اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / سولہواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز منگل مورخہ 22/جولائی 2025ء بمطابق ۲۶/محرم الحرام ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	پینل آف چیئر پرسنز۔	04
4	وقفہ سوالات۔	09
5	رخصت کی درخواستیں۔	10
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	10
7	مشترکہ مذمتی قرارداد۔	11

جلد 16 ☆☆☆ شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز منگل مورخہ 22 /جولائی 2025ء بمطابق ۲۶ /محرم الحرام ۱۴۴۷ھ ۔

بوقت سہ پہر 3 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الۡاَرۡضِ ط وَاِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِيۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اَوۡ تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ ط

فَيَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ

اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَانُفَرِّقُ بَيۡنَ

اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ قف وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ق غُفۡرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۲۸۵﴾

(پارہ نمبر ۳ سُوۡرَةُ البقرہ آیات نمبر ۲۸۴ اور ۲۸۵)

ترجمہ: اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کروگے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ پھر بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مان لیا رسول نے جو کچھ اُترا اس پر اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اسکے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے پیغمبروں میں سے اور کہہ اٹھے کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمِ ۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ۔ جی علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! دہشتگردوں نے ہمارے ژوب کے راستے سے پنجاب جاتے ہوئے پنجاب کے 9لوگوں کو گاڑی سے اُتار کر شہید کر دیا اور کراچی سے کوچ کوئٹہ آتے ہوئے اُن پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی۔ جن میں ہمارے قوال دوساتھی شہید ہوگئے۔ اُن سب کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: ہمارے علاقے ژوب کے راستے سے جاتے ہوئے جن افراد کو شہید کیا گیا تھا اُن سب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی جی میڈم! ok ok سب کے لئے مشترکہ فاتحہ، مولوی صاحب فاتحہ کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! point of public importance پر مَیں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ دومنٹ کے لیے تشریف رکھیں اور ہمارے ساتھ ایجنڈے میں تعاون کریں ایجنڈے کے مطابق چلیں گے انشاءاللہ۔ میں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی۔۔۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میرا اہم پوائنٹ ہے مَیں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کو موقع دیں گے میں ذرا چیئر پرسنز کے نام announce کر دوں پھر آپ بیشک بولیں۔

جناب اسپیکر: **پینل آف چیئر پرسنز۔**

میں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکینِ اسمبلی کو پینل آف چیئر پرسنز کے لیے نامزد کرتا ہوں:۔

1۔ ملک نعیم خان بازئی صاحب۔ 2۔ جناب زرک خان مندوخیل صاحب۔

3۔ سید ظفر علی آغا صاحب۔ 4۔ محترمہ اُم کلثوم صاحبہ۔

جناب اسپیکر: جی جناب اسد بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب! اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ملک جمہوری اسلامیہ پاکستان ہے اس میں دورائے نہیں ہے۔ اس کی چار اکائیاں ہیں۔ اِس ہاؤس میں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے لیے قابل قدر ہیں۔ اور اِس ہاؤس سے فیصلے ہوتے ہیں۔ جناب! اِس ہاؤس کی اِس لیے بہت بڑی اہمیت ہے کہ یہاں لوگ مینڈیٹ لیکر یہاں آتے ہیں۔ یہاں legislation ہوتی ہے۔ اور اس legislative ادارے میں لوگوں کی اہمیت

ہے دنیا جہاں میں ہر جگہ۔ مَیں یہ بتا تا چلوں کہ 9 تاریخ کی رات کو عشا کی نماز کے بعد میرے گھر پر لشکر کشی کی گئی، سینکڑوں گاڑیاں، سینکڑوں کی تعداد میں فورسز، جو سول وردی میں تھے اُن میں CTD بھی تھا۔ ATF بھی تھی۔ بڑے پیمانے پر چادر اور چار دیواری پامال کی گئی۔ وہاں گھس کر پورے گھر کے ہمارے تین پورشن پر وہ گئے بغیر کسی اجازت کے۔ مَیں کوئی مجرم تو نہیں تھا۔ مَیں نے اسٹیٹ بینک کو تو نہیں لُوٹا تھا۔ مجھے آپ بلاتے، کوئی SHO کے تحت کہ آپ آ جائیں، آپ پر کوئی FIR ہے کوئی کیس ہے۔ مَیں جانے کے لیے تیار تھا۔ اِس عمل سے کیا message پاس ہوا ہے پورے بلوچستان میں کہ ایسی چیزوں سے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں، جوڑنے کا سماج کو، توڑنے کا انداز ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر! مَیں دو، تین مثال دے دوں کچھ ایسی چیزیں ہیں کہ ہمیں اور ریاست کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے کچھ ستون ہیں، اُن کا احترام کرنا چاہیے یہ ضروری ہے۔ حکومت، establishment، عدلیہ، الیکشن کمیشن، تو یہ میڈیا، یہ ایسی چیزیں ہیں پوری دنیا میں اِن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اگر ان چیزوں سے لوگ مایوس ہوں۔ آپ کے عدلیہ سے مایوس ہوں۔ آپ کی اسمبلی سے لوگ مایوس ہوں گورنمنٹ سے مایوس ہوں۔ مقتدرہ قوتوں سے مایوس ہوں تو پھر ایک انارکی پیدا ہوتی ہے۔ اِس کا کیا رزلٹ ہوتا ہے، میں simple مثال دوں۔ شاید پھر اِسکا جواب آپ بھی دے دیں اور ہاؤس میں سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی دے دیں۔ مثال، 2006ء میں نواب اکبر خان بگٹی کے واقعہ کے بعد یہ سوال ہے پورے پاکستان میں کہ اِس ریاست کو فائدہ ہوا یا نقصان؟ کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ جو عمل ہوا آپ بھی دیکھیں کہ آج کیا ہوا۔ جنرل ایوب کے زمانے میں نواب نوروز خان کے ٹائم پر جو واقعہ ہوا اب تک لوگ اِس کی Day مناتے ہیں آیا فائدہ ہوا یا نقصان؟ حمید شہید کو پھانسی دینے سے فائدہ ہوا یا نقصان؟ خان عبدالصمد خان اچکزئی کے واقعہ سے اِس اسٹیٹ کو فائدہ ہوا یا نقصان ا؟ اسد کی کوئی اہمیت نہیں ہے، ٹھیک ہے، لیکن لوگوں نے جو مجھے مینڈیٹ دیا ہے لاکھوں لوگ جو ہمارے ساتھ ہیں، اُس رات چار گھنٹے میں میری آنکھوں پر پٹی باندھی۔ جیسے کہ مَیں نے دس قتل کیے ہیں۔ CTD سینٹر لے جانا مینٹل ٹارچر کرنا اور چار گھنٹے کے بعد آ کر چھوڑ دینا۔ یہ کہاں کا اصول ہے؟ sixty plus میری age ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ابھی قومی دھارے میں سب کو اکھٹے ہونا چاہیے۔ تو قومی دھارا اپنی جگہ جناب اسپیکر صاحب! آپ مجھے دھکہ دے رہے ہیں بند گلی میں کہ آپ بھی پہاڑوں پر جائیں۔ لیکن مَیں جمہوریت پر پارلیمانی اصولوں پر یقین رکھتا ہوں۔ تو یہاں مَیں بیٹھا ہوا ہوں سیاست کر رہا ہوں کوئی گناہ تو مَیں نہیں کر رہا ہوں؟ اِس لیے میرے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے مَیں ابھی اِس سیشن سے واک آؤٹ کروں گا۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you۔ وقفہ سوالات۔ جی علی مدد صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی جی۔

جناب قائدایوان: اسد بلوچ صاحب کے لئے کسی کو بھیج دیں یہاں سے۔وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ،جی اپنا گیلا جان صاحب! میر عاصم کرد گیلو صاحب ، بخت کاکڑ صاحب اور یونس عزیز زہری صاحب سے گزارش ہے کہ اگر وہ اُن کے ساتھ چلے جائیں اوراُن کومنا کر کے لے آئیں۔جی علی مدد جتک صاحب۔

حاجی علی مدد جتک: شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کومعلوم ہے کہ آج سے دس بارہ دن پہلے دہشتگر دوں نے کوئٹہ سے پنجاب جانے والی کوچ کوراستے میں روک کے جس بیدردی سے اُن نوجوانوں،اُن مظلوموں کو شناختی کارڈ چیک کر کے شہید کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے جوکہ قابل مذمت ہے۔ جناب اسپیکر! آج سے چار، پانچ دن پہلے کراچی سے ایک کوچ جس میں قوال سوار تھے جوکوئٹہ کی طرف آرہے تھے۔ اور جوکہ لوگوں کوخوش کرنے کے لیے یہاں ان کوکسی شادی میں یاکسی پروگرام میں دعوت دی گئی تھی ، اُن کوسوراب کے علاقے میں دہشتگردوں نے ، نہ کوئی شناختی کارڈ، نہ کوئی پوچھ گچھ، اُس بس پر اندھادُھند فائرنگ کر کے اُن کے تین سے چارلوگوں کوشہید کیا گیا جبکہ اُن کے چار پانچ لوگ زخمی ہوگئے۔ جناب اسپیکر! یہ کون سی جدوجہد ہے، یہ کون سی بلوچیت ہے، یہ کون سی انسانیت ہے کہ آپ بسوں سے مسافروں کواُتار کے،شناختی کارڈ چیک کر کے اُن کوشہید کرتے ہیں۔اور دنیا کوکیاپیغام دینا چاہتے ہیں۔دوسرا واقعہ سوراب میں اُن مظلوم قوال جوآپ کے صوبے میں مہمان تھے۔کہاں گئی یہ بلوچیت اور یہ پشتونیت جوہم مہمان کے لیے اپنی جان دیتے تھے۔آج ہم اُن مہمانوں کو بسوں سے اُتار کے شہید کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ انسانیت نہیں ہے یہ دہشتگردی ہے۔آج مستونگ سے بیلہ تک نہ کوئی ہوٹل کھلا ہے، نہ کوئی پنکچر والا، نہ کوئی پمپ والا، یہ سارے ان دہشتگردوں کی وجہ سے بلوچ بیروزگار ہورہے ہیں۔اب یہ کہتے ہیں کہ ہم بلوچوں کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔جناب اسپیکر! ہم نے، آپ نے، اِس منتخب اسمبلی نے ایک فیصلہ کرنا ہے کہ فتنۃ الہندوستان کے یہ جو پٹھو ہیں اِن کوختم کرنا چاہیے اِن ناسوروں کوہم نے ختم کرنا ہے۔کہ آج ہمارے مہمان ہمارے مظلوم ہمارے نوجوان ہماری فوجی ہمارے سولین سب کواُتار کے کسی کومخبری کے نام پہ، کسی کوکس نام پہ شہید کرتے ہیں اورانشاءاللہ وتعالیٰ وہ دن دُورنہیں ہے کہ ان کی صفائی ہوگی اور ہم آپ سب کومل کے ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ جناب اسپیکر! انشاء اللہ وتعالیٰ موجودہ وزیراعلیٰ کی قیادت میں انشاءاللہ وتعالیٰ ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ہم کبھی نہ ڈرے ہیں نہ ڈریں گے۔ یہ اس طرح جو بیگناہ مظلوموں کو بزدلوں کی طرح مار کے جو چوہوں کی طرح جا کے چھپ جاتے ہیں، یہ اگر مرد کے بچے ہیں تو روڈ پر دس پندرہ منٹ کھڑے ہوجائیں۔ یہ ایسے لوگوں کو مار کے، بیگناہوں کو مار کے،جن کے ہاتھ میں چاقو بھی نہیں ہوتا۔آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ آپ تو بزدل ہیں آپ مظلوموں کو مارتے ہیں۔آپ بلوچستان میں کیا کرنا چاہتے ہیں۔آج بلوچستان

آپ کی وجہ سے بیروزگار ہے۔ ہم تو بلوچ نوجوان کو آکسفورڈ یونیورسٹی بھیج کے اُن کو تعلیم دینا چاہتے ہیں آپ اُن کو قلم کی بجائے بندوق دیتے ہیں آپ اس کو قلم کی بجائے بمبار بنا کے، خواتین کو بمبار بنا کے اُن سے خودکش کرواتے ہیں۔ کیا ہم حکومت صحیح ہے یا وہ صحیح ہے۔ جناب اسپیکر! بلوچی میں بولتے ہیں کہ ابھی پانی سر سے گزر گیا ہے۔ ابھی ہم آپ سب کو مل کے ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ شکریہ جناب اسپیکر پاکستان زندہ باد۔

جناب اسپیکر: thank you، thank you۔ مہربانی کر کے آپ cooperation کریں۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق مجھے چلنے دیں تاکہ بہت، اچھا مولانا صاحب دو منٹ کا آپ نے کہا ہے دو منٹ آپ کے پاس ٹائم ہے پلیز، پلیز چلیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: آپ نے promise کیا تھا کہ میں آج cooperation کروں گا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں میں نے آپ سے ریکویسٹ کی کہ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اچھا یہ جو ظاہر ہے اسد صاحب کے ساتھ جو ہوا ہے اِس کی مَیں مذمت بھی کرتا ہوں، ہمارے ایک پارلیمنٹیرین ہیں ہمارے بزرگ ہیں۔ اُن کے ساتھ جو ہوا اُس کی ہم نے مذمت کی ہے اور مذمت کریں گے۔ اچھا دوسرا بلوچستان میں جو امن و امان ہے، دیکھیں جیسے علی مدد جتک صاحب نے کہا درست ہے شاہراہیں ہمارے محفوظ نہیں ہیں مسافروں کو بسوں سے اُتار کے مارتے ہیں۔ قوال شہید کیے گئے جو کہ کراچی سے آرہے تھے۔ مصور کاکڑ کی لاش بھی ہمیں چند دن پہلے ملا، ہم لوگ اُس کو بازیاب کرنے میں ناکام ہو گئے، مصور کاکڑ کو ابھی ہم نے دفن کیا ہے اُس کی لاش ہمیں چند دن پہلے ملی۔ ریاست، حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ شام پانچ بجے سے صبح آٹھ بجے تک مسافر بسوں میں سفر نہ کریں۔ ابھی ٹرانسپورٹرز میرے پاس آئے تھے کہ ابھی بات کر رہے ہیں کہ دوپہر بارہ بجے سے صبح آٹھ بجے تک سفر نہ کریں۔ حکومت صرف چار گھنٹے۔ 20 گھنٹے حکومت شاہراہوں پر نہیں ہے۔ حکومت کا کام آرڈر جاری کرنا ہے کہ آپ گھر سے نہیں نکلیں کہ لوگ ماریں گے۔ تو کون کامیاب ہے کون ناکام ہے؟ کس کی رِٹ ہے کس کی نہیں ہے؟ کون طاقتور ہے کون کمزور ہے؟ تو آپ کے ان آرڈروں سے لگ رہا ہے۔ آپ بجائے سیکیورٹی دینے کے مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ سفر نہ کریں آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ آپ کراچی نہ جائیں آپ کی جان کو خطرہ ہے۔ بھئی میں رات ایک بجے جاؤں دن ایک بجے جاؤں مَیں جاؤں گا۔ میری سیکیورٹی کرو۔ ہماری شاہرائیں محفوظ کرو کہ آپ صرف یہی آرڈر جاری کریں گے کہ آپ قلات نہیں جاؤ، سوراب نہیں جاؤ۔ تو مجھے بتاؤ حکومت کی رِٹ کہاں ہے؟ آج بلوچستان جل رہا ہے۔ آج بلوچستان مایوس

ہے۔آج بلوچستان کے نوجوان بیزار ہیں۔آج بلوچستان میں بیروزگاری ہے بارڈرز بند ہیں۔کوئٹہ میزان چوک پر ایک بندہ دکان سے چپل خریدتا ہے تو ایف سی والے روکتے ہیں کہ یہ ایران کا چپل ہے۔بھئی! آپ جا کے قلات میں اُن سے لڑیں جو ہمارے مسافروں کو مار رہے ہیں۔میزان چوک پر چپل والے سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ میں جب بات کرتا ہوں، ہمارے سی ایم صاحب کہتے ہیں کہ آپ بات کر رہے ہیں۔ ہماری ایف سی کو میزان چوک میں لڑنا چاہیے یا وہاں جا کے؟ میزان چوک اور منان چوک میں کھڑے ہمارے لوگوں کی توہین کرتی ہے اور گالیاں دیتی ہے۔آپ مجھے بات کرنے دیں یہ بلوچستان کی بات ہے۔ بلوچستان کی آج جو حالت ہے ہم لاکھ دلائل دیں کہ دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہم لاکھ دلائل دیں۔آج بلوچستان جل رہا ہے آج بلوچستان مر رہا ہے آج بلوچستان کے بچے مر رہے ہیں بیروزگاری ہے بارڈرز بند ہیں۔ جناب اسپیکر! میرے پاس ابھی ایک نوجوان آیا فلک نور جو کوئٹہ کا نوجوان ہے۔اس نے کہا کہ میں نے دو دفعہ خودکشی کی کوشش کی ہے۔ میں نے اُس کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھایا کہ خودکشی بزدلوں کا کام ہے۔خودکشی بزدل لوگ کرتے ہیں بہادر لوگ مزاحمت کرتے ہیں، جدوجہد کرتے ہیں۔خودکشی مت کرو میدان میں نکلو روڈز پر نکلو مسلح جدوجہد مت کرو۔آج مَیں سی ایم صاحب سے بھی کہہ رہا ہوں جناب اسپیکر! آپ سے بھی کہہ رہا ہوں آپ آنکھیں بند نہیں کریں کبوتر کی طرح کہ سب اچھا ہے۔ یہ جو باتیں ہیں کہ نہیں مَیں حکومت، دھمکی بھی نہ دیں، حکومت باقاعدہ عملی طور پر ثابت کرے میری سیکیورٹی کو۔حکومت کا کام دھمکی دینا نہیں ہے حکومت کا کام سیکیورٹی دینا ہے۔حکومت کا کام آرڈر جاری نہیں کرنا ہے۔رات ایک بجے اور دن کے ایک بجے بھی میری بسیں جائیں گی آپ سیکیورٹی دیں۔

جناب اسپیکر: ok, done.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ یہ نہیں کریں گے کہ آپ، ابھی آپ مجھے بتائیں ابھی اداروں کو بلائیں کہ دوپہر 12 بجے سے صبح آٹھ بجے تک سفر نہ کرو تو بلوچستان کس کے ہاتھ میں ہے؟ بلوچستان میں اتنے بڑے واقعات ہوئے ہیں۔ جناب اسپیکر! میرا آپ سے سوال ہے کہ اتنے بڑے واقعات ہوئے ہیں کوئی ایک سیکیورٹی آفیسر کیا معطل ہوا؟

جناب اسپیکر: معطل نہیں ہوا ہے بلکہ ساتھ ساتھ مر رہے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مصور کاکڑ میری ماں کا بچہ تھا جو حفاظت نہ کرسکے اُسکو معطل ہونا چاہیے تھا۔مصور کاکڑ اہم ہے وہ اہم نہیں ہے۔ جو قوال وہاں شہید ہوئے جو جس ایریے میں ہوا ہے وہاں سیکیورٹی والے معطل ہونے چاہئیں۔ موسیٰ خیل، ژوب اور لورالائی میں جو ہوا ہے وہاں وہ معطل ہونے چاہئیں۔ 83 ارب روپے لینے والا سیکیورٹی کے نام پر کوئی ایک بندہ مجھے دکھائیں کہ جو معطل ہوا۔ ایجوکیشن کا آفیسر معطل ہو جاتا ہے۔ ہیلتھ کا آفیسر معطل ہو جاتا ہے۔ ایس ایس پی پولیس کا معطل ہو جاتا ہے۔لوکل گورنمنٹ کا آفیسر معطل ہو جاتا ہے۔جس کی جان اور مال اور عزت وآبرو

جس کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اُن میں سے کوئی ایک بھی معطل نہیں ہوتا کیوں نہیں ہوتا ہے؟ اور پھر ہم دلائل بھی دیتے ہیں حکومتی وزیر کھڑے ہو کر کہ رِٹ کو چیلنج نہیں کرنے دیں گے۔ تو روزانہ رِٹ چیلنج ہو رہی ہے۔ ہم کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ ہمارا مصور کاکڑ کیفر کردار تک پہنچ گیا ہمارے قوال کیفر کردار تک پہنچ گئے ہمارا مسافر کیفر کردار تک پہنچ گئے۔

جناب اسپیکر: .thank you, thank you آپ کے دومنٹ پورے ہو گئے پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں مَیں اِس لیے بات کر رہا ہوں جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: done, done آپ کے points on record آ گئے ہیں۔ پلیز۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میرے point آ گئے ہیں۔ مَیں بتا بھی رہا ہوں۔ یہ ایوان ہے مَیں ایوان میں ایم پی اے ہوں۔ کیا ہمارے ایوان سے پوچھا جاتا ہے؟ آپ انصاف سے بتائیں۔ کہ کیا ہمارے ایوان سے پوچھا جاتا ہے کہ بلوچستان میں امن کیسے قائم کرنا ہے؟ ہمارا ایوان بے بس ہے۔

جناب اسپیکر: آپ نے نشاندہی کی ہے گورنمنٹ سن رہی ہے بس ٹھیک ہے ریکارڈ پر آ گیا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پورا ہمارا ایوان، کسی کو پتہ نہیں ہے بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے فیصلے مَیں نہیں کر رہا حکومت بھی نہیں کر رہی۔ میں حکومت کی وکالت کرتا ہوں۔ آج میں حکومت کی وکالت کر رہا ہوں کہ حکومت کو بھی پتہ نہیں ہے۔ مَیں حکومت کی وکالت کر رہا ہوں۔ اس لئے مَیں کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان جل رہا ہے بلوچستان مر رہا ہے۔

جناب اسپیکر: thank you آپ repeat کر رہے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بلوچستان کے عوام مایوس ہیں۔ خدارا! ہماری حکومت دھمکیاں نہ دے۔

جناب اسپیکر: .ok, ok, thank you very much

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: شام پانچ بجے سے صبح آٹھ بجے والا آرڈر واپس لے لے۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ والے سن رہے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: رات کو بھی ہم سفر کریں گے دن کو بھی ہم سفر کریں گے ہماری حفاظت کریں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: .ok, ok ہو گیا، ہو گیا thank you مولوی صاحب۔

جناب اسپیکر: **وقفہ سوالات۔**

میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 56 دریافت فرمائیں۔ زابد علی ریکی صاحب کی چھٹی کی درخواست آئی ہے لہٰذا یہ سوال ڈیفر کیا جاتا ہے۔ میر زابد علی ریکی کا سوال نمبر 175 بھی ڈیفر کیا جاتا ہے۔ نوابزادہ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 271 دریافت فرمائیں۔ کیا اُن کی بھی چھٹی کی درخواست آئی ہے۔ زہری صاحب کے اِس

سوال کو ڈیفر کیا جاتا ہے۔نوابزادہ میرظفر اللہ خان زہری صاحب کا سوال نمبر 273 بھی ڈیفر کیا جاتا ہے۔ again نوابزادہ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب کا سوال نمبر 274 ڈیفر کیا جاتا ہے۔سوال نمبر 275، یہ again defer کیا جاتا ہے۔میر زابد علی ریکی صاحب کا سوال نمبر 221 ڈیفر کیا جاتا ہے۔میر اسد اللہ بلوچ صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں اِن کے سوال نمبر 237 کو بھی ڈیفر کرتے ہیں۔اور باقی دو questions، 238 اور 239 اسد بلوچ صاحب کے ہیں،تینوں questions ڈیفر کیئے جاتے ہیں next session تک۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، میر محمد صادق عمرانی صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، سردار کوہیار ڈومکی صاحب، میر زرین خان مگسی صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، جناب رحمت علی بلوچ صاحب، جناب خیر جان بلوچ صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب، جناب سنجے کمار صاحب، محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے رواں اجلاس سے جبکہ میر شعیب نوشیروانی صاحب نے آج اور 25 جولائی کی نشستوں سے اور سردار فیصل خان جمالی صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، جناب اصغر علی ترین صاحب، جناب زابد علی ریکی صاحب، جناب عبیداللہ گورگیج صاحب اور جناب اشوک کمار صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔**

شیخ محمد بن زاید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کوئٹہ، کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) کا پیش کیا جانا۔

ok.۔Where is Minister Health?۔وزیر برائے محکمہ صحت! شیخ محمد بن زاید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔جی on behalf of Minister Health۔جی میڈم! مائیک آن کریں میڈم کا۔جی پڑھ لیں آپ۔وہ آگئے ہیں منسٹر ہیلتھ۔منسٹر ہیلتھ! مَیں دوبارہ پڑھ لیتا ہوں آپ کے لئے۔وزیر برائے محکمہ صحت! شیخ محمد بن زاید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): مَیں وزیر برائے محکمہ صحت، شیخ محمد بن زاید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: شیخ محمد بن زاید النہیان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، کوئٹہ کا مسودہ قانون مصدر ہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 25 مصدرہ 2025ء) پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرو۔ یورولوجی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025ء) کا پیش کیا جانا۔

وزیر برائے محکمہ صحت! بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرو۔ یورولوجی کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025ء) پیش کریں۔

وزیر صحت: مَیں وزیر برائے محکمہ صحت، بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرو۔ یورولوجی (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان انسٹیٹیوٹ آف نیفرو۔ یورولوجی کا (ترمیمی) مسود ہ قانون مصدرہ 2025ء (مسودہ قانون نمبر 26 مصدرہ 2025ء) پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت: سر! اِس پر already سفارشات بھیجی ہیں اور اِس کو اب منظور کیا جانا ہے۔ کمیٹی میں یہ پیش کی گئی تھیں۔ اب اس کو منظور کیا جانا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ آپکے جو ڈیپارٹمنٹس ہیں اُنہوں نے اسکو introduction کے لئے بھجوایا ہے۔ نوٹسز کسی کو نہیں دیئے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے کل یا پرسوں جو بھی کارروائی ہو گی اُس میں آپ اسکی detail لے آئیں، ٹیبل کریں۔

وزیر صحت: سر! اس میں با قاعدہ کمیٹی نے کام کیا ہے چیئر مین کمیٹی نے اور آج اس کو منظور کیا جانا ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! یہ نیا بل ہے۔ یہ وہ نہیں ہے جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔ وہ ہے Monday کو، یہ ہمارے پاس ہے۔ یہ نیا بل ہے۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہو جائے گا انشاءاللہ۔ اِس کو بھی مجلس قائمہ کے سپرد کر رہے ہیں۔ اور دوسرا بل انشاءاللہ Monday کو ایجنڈے پر موجود ہے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد۔

محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ، ڈپٹی اسپیکر، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ، صوبائی وزیر۔ ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ، محترمہ مینا مجید صاحبہ، مشیران وزیراعلیٰ، محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ، پارلیمان سیکرٹری۔ محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ، محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ، محترمہ سلمٰی بی بی صاحبہ، محترمہ اُم کلثوم صاحبہ اور محترمہ صفیہ بی بی صاحبہ، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک

اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کریں۔ جی میڈم۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): thank you Speaker Sahib.

جناب اسپیکر: جی میڈم۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: ہرگاہ کہ یہ ایوان گزشتہ دنوں کوئٹہ کے نواحی علاقے مارگٹ میں غیرت کے نام پر دو معصوم نہتے مرد اور عورت کے قتل کی مذمت کرتا ہے۔ واضح رہے کہ غیرت کے نام پر قتل، کسی بھی صورت میں، بلوچ قومی ثقافت، کسی صوبائی یا قومی روایت اور کسی سماجی یا مذہبی روایات سے تعلق نہیں ہے۔ یہ غیر انسانی عمل، قانون اور سماجی و اخلاقی اصولوں کے سراسر منافی ہے۔ کسی بھی فرد یا گروہ کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو منصف، جیوری اور جلاد کے طور پر پیش کرے۔ انصاف دینا صرف ریاست کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جو عناصر اس سفاکانہ عمل میں ملوث ہیں ان کو فی الفور گرفتار کر کے انہیں قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر! مجھے صرف ایک سیکنڈ دیں گے with the request to the Honourable Members کہ جنہوں نے یہ پیش کی ہے کہ اِس کو مشترکہ اگر پورے ہال کی طرف سے کردیں تو That will be more appropriate اگر اپوزیشن لیڈر یا باقی دوست اِس پر agree کرتے ہیں تو ہم اس کو مشترکہ قرارداد کر لیتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب اسپیکر: .ok۔ یہ اِس کو convert کیا جاتا ہے مشترکہ مذمتی قرارداد پورے ہاؤس کی جانب سے۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔ جی میڈم۔ جو حضرات اِس قرارداد کے اوپر بولنا چاہتے ہیں تو kindly وہ اپنی پرچی کے اوپر نام لکھیں اور سیکرٹری کے پاس جمع کروائیں۔ جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ رؤف: شکریہ اسپیکر صاحب۔ کچھ عرصہ پہلے مارگٹ میں جو واقعہ پیش آیا۔ اور ہم نے دیکھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوشل میڈیا پر بھی بہت وائرل ہوا اور اُسکے بعد باقی میڈیا نے بھی اِسکو جس طرح سے highlight کیا۔ سب سے پہلے تو، ابھی سی ایم صاحب نے جو step لیا۔ I want to appreciate him. کہ یہ صرف women caucus کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ اِس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی صرف خواتین کی طرف سے قرارداد نہیں رہی اب یہ پورے ہاؤس کی طرف سے قرارداد متفقہ آئی ہے، ہم سب خواتین اِس پر سی ایم صاحب کو بھی appreciate کرتے ہیں اور آپ کو بھی اور یہاں بیٹھے ہوئے جتنے بھی ہمارے male colleagues ہیں یقیناً اِن سب نے

اِس معاملے کی نوعیت کو سمجھا ہے۔اور اِس کو دل سے محسوس کیا ہے کہ یہ اندوہناک واقعہ جو پیش آیا۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ہماری ثقافت کو جس طرح سے اس کے ساتھ جوڑا گیا یہ بھی نہیں ہونی چاہیے تھی۔جس طرح سے جرگہ کا لفظ استعمال کر کے جوڑا گیا وہ بھی نہیں ہونی چاہیے تھی۔ہم women caucus کی طرف سے ہم خواتین سب مل کے اور یہاں جتنے بھی مرد بیٹھے ہوئے ہیں وہ سب مل کے اِس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور ہم بار ہا یہی بات کہیں گے کہ جس طرح، سی ایم صاحب یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ مَیں نے اِس کو ایک ٹیسٹ کیس کے طور پر لیا ہے۔تو سی ایم صاحب!میری آپ سے ایک request یہ ہوگی کہ آپ نے اِس کو ٹیسٹ کیس کے طور پر لیا ہے اور ہم نے اِس قرارداد کو، resolution کو اِس ہاؤس میں صرف اس لئے پیش کیا کہ جو بھی اِس کے facts and findings آئیں گی تو آپ آج اِس ہاؤس سے یہ اعلان کریں کہ اُن ساری چیزوں کو جو آپ کمیٹی بنا رہے ہیں جو رپورٹس آئیں گی findings آئیں گی تو اِس ہاؤس کی property بنائیں گے۔اور ہم سب کے سامنے رکھیں گے۔کیونکہ جس طرح سے بلوچستان کی روایات کے ساتھ اِن چیزوں کو جوڑا جاتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اِس کے اوپر stance لیا جائے۔اور دوسری بات یہ ہے سر! کہ اِس کے معاملے کی نوعیت کے بارے میں جانے بغیر، مجھے نہیں پتہ ہے کہ یہ بہت early ہوگا کچھ بھی کہنا کہ یہ واقعہ کیسے پیش آیا، اُس کے محرکات کیا تھے۔اُسکا پس منظر کیا تھا۔مَیں اسکے اُس میں نہیں جاؤں گی۔میرا stance صرف یہ کہنا ہے کہ اِس صوبے کی سرزمین پر ایک بیگناہ شخص اور ایک عورت کا قتل ہوتا ہے۔اُن کو بیدردی سے جو قتل کیا جاتا ہے اور اِس ملک کے اندر جو انصاف کی کچہری لگا کے چند لوگ اور آپ کو یا کسی کو بھی مجرم قرار دے دیتے ہیں، اِس کی ہمیں بہت سخت الفاظ میں مذمت کرنی چاہیے۔کیونکہ یہ چیز جو ہم یہاں بیٹھ کے کہہ رہے ہیں ناں کہ گورنمنٹ کی رِٹ کہاں ہے؟ تو یہ ایک طریقے سے گورنمنٹ کی رِٹ کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ہم اِس کے محرکات میں جائیں بغیر پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ظالمانہ فعل جو ہوا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔مجھے، آپ کو یا اِس صوبے کے کسی بھی بندے کو اِس پاکستان کے کسی بھی بندے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اسلام کا نام استعمال کرے۔وہ کسی قبائل کا نام استعمال کرے۔اور لوگوں کو یوں بیدردی سے قتل کردے۔مَیں اور آپ کون ہوتے ہیں یہ فیصلہ کرنے والے کہ کون گناہ گار ہے اور کون بیگناہ ہے؟ کیا ہماری عدالتیں اور ہمارا سسٹم نہیں ہے یہ سب دیکھنے کے لیے؟ تو اِن چیزوں کو، اِن چیزوں کی ہمیں پرزور مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ اِس پر ایکشن بھی لینا چاہیے اور of-course سی ایم صاحب لے بھی رہے ہوں گے۔لیکن again ایک بات جو ہمارے کرنے کی ہے کہ ہمارے اِس سسٹم کے اندر جہاں جہاں loopholes ہیں اُن کو ایڈریس کرنے کی ضرورت ہے۔جہاں قانون سازی کی ضرورت ہے۔دیکھیں مَیں ہمیشہ یہ کہتی ہوں کہ اب آپ، دیکھیں میڈیا اس کو کس طرح highlight کرتا ہے کہ جرگے نے یہ فیصلہ کیا اور اُسکی وجہ سے یہ ہوا۔مَیں آپ سب سے ہاتھ جوڑ کے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ خدارا اِن چیزوں کو

اِس طرح سے نہ اُچھالا جائے۔ ہمارے جرگے بھی تھوڑی سی یہ چیزیں دیکھیں کہ کیا جرگہ ایک positive مقصد کے لیے نہیں آ سکتا؟ کیا اُس کے اندر کوئی positive چیز discuss نہیں ہوسکتی؟ ہمارے جرگوں کے اندر، ہمارے یہاں سب قبائل، سرداراور نواب بیٹھے ہوئے ہیں، میرے لیے بڑے قابل محترم ہیں۔ آپ دیکھیں ایک دل کی بات جو مَیں یہ کہوں کہ اِن قبائل کے اندر جو دشمنیاں چلتی ہیں اور نسلوں تک چلتی ہیں، کیا ہم اِنہی جرگوں کو اُن مقاصد کے لیے استعمال نہیں کرسکتے؟ کیونکہ اُس کی victim بھی تو آپ دیکھیں عورت ہی ہوتی ہے۔ آپ کی جو دشمنیاں جو سالہا سال چلتی ہیں اور جس کے نتیجے میں مرد مارے جاتے ہیں۔ وہ بیوائیں، جو اُس قبیلے میں بیٹھی ہوئی ہیں آپ دیکھیں ہمارے وہ قبائل بھی ہیں جو مردوں سے محروم ہوگئے ہیں۔ اور اس کی victim بھی کون ہیں وہ خواتین ہیں جو بیوائیگی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ تو ہم سب کومل کے یہاں بیٹھنا ہے، سوچنا ہے، کہ جہاں قانون سازی میں سقم ہے ہم اُس کو دُور کریں جہاں ہمارے law and justice کا کہیں قصور نکلتا ہے، ہم اُس کو ٹھیک کریں۔ اِس ذمہ دار ہاؤس کے اندر بیٹھے ہوئے ہماری ذمہ داریاں اُن سے ہمیں چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے، کھل کے چیزوں کو ڈسکس کرنا ہے۔ جہاں loopholes ہیں اُن کو ختم کرنا ہے۔ جہاں قانون سازی ہوسکتی ہے جہاں implementations ہوسکتی ہیں، اُن کو ایڈریس کرنا ہے۔ بجائے یہ کہ ہم چیزوں کو under the carpet ڈال دیں اور کہیں "کہ سب اچھا ہے" یہ چیز نہیں کرنی ہے۔ اور hopefully جس طرح سی ایم صاحب نے ابھی یہاں stance لیا کہ اِس resolution کو combined resolution کے طور پر کیا تو مجھے امید ہے کہ وہ اسکو اِسکا end بھی اچھے طریقے سے کریں گے۔ اور جو اِس کی findings ہوں گی اُس کو properly اِس ہاؤس کی ملکیت بنایا جائے گا۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you۔ جی مینا مجید صاحبہ۔

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی. Leader of the House, please

جناب قائد ایوان: جناب اسپیکر! کیونکہ مَیں نے ایک اور important meeting کے لیے جانا ہے مَیں اِس پر، باقی دوست سیر حاصل گفتگو کریں گے، صرف، جو آنریبل ہمارے colleague ہیں میڈم شاہدہ رؤف صاحبہ نے کہی، اچھی تجویز دی ہے کہ کیوں ہم اِس ہال میں سے اپوزیشن اور گورنمنٹ میں سے کوئی کمیٹی بنا لیں جو اِس کی investigation اور اِس واقعے کی جو، باقی چیزیں ساتھ ساتھ پراسیکیوشن چل رہی ہوگی، ایک over-look کمیٹی بن جائے جو اِسکو weekly یا quarterly دیکھتی رہے۔ because ابھی یہ کیس highlight ہوا ہے ایسا نہ ہو کہ اس کا کوئی بول بالا ہوجائے۔ تو یہ پارلیمنٹ اُسکو oversight کرنے کے لیے آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ کچھ دوست

اپوزیشن کے، کچھ حکومت کے اور فیمیل ممبرز کو زیادہ اُسمیں participation دیں، so that یہ اُسکو پولیس کے ساتھ oversight کرتے رہیں گے، over-look کرتے رہیں گے۔تو This is a small suggestion اگر آپ لوگ agree کرتے ہیں، لیڈر آف دی اپوزیشن۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے thank you

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی آپ کی پرچی نہیں آئی ہے۔مَیں نے آپ سے کہا ہے کہ مینا مجید کی پرچی آئی ہے۔آپ دو منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔جی مینا مجید صاحبہ۔

وزیر تعلیم: اُس کے لئے چِٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: وہ تو میڈم غزالہ گولہ صاحبہ کا نام تھا، اُنہوں نے اُس کو آگے کیا ہے۔

وزیر تعلیم: جی میرا نام۔

جناب اسپیکر: نہیں میں نے وہ تو، قرارداد میں جو نام آئے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب اسپیکر! مَیں ۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ میری گزارش سنیں۔قرارداد کے اندر جو نام آئے ہیں وہ اِس لسٹ کے مطابق مَیں نے speeches کے لیے نہیں کہنا ہے بلکہ مَیں نے آپ سے گزارش کی کہ آپ مہربانی کر کے پرچی بھجوائیں جس نے قرارداد پر بولنا ہے۔نام آنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ سب اِس پر بولیں گے جس کی پرچی آئی ہے میں اُسی کے مطابق چلوں گا تقریباً۔جی میڈم مینا مجید صاحبہ۔

محترمہ مینا مجید بلوچ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ امور نوجوانان وکھیل): اسپیکر صاحب! وہ مجھ سے سینئر ہیں بڑی ہیں مَیں میڈم راحیلہ صاحب کو۔۔۔

جناب اسپیکر: اچھا! آپ اُن کو ٹائم دینا چاہ رہی ہیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ امور نوجوانان وکھیل: مَیں اُنکو ٹائم دینا چاہتی ہوں اسکے بعد میں بولوں گی۔

جناب اسپیکر: ok محترمہ راحیلہ حمید درانی صاحبہ۔

وزیر تعلیم: thank you.جی۔پھر ابھی بھی مَیں یہی کہوں گی کہ محرکین کو پہلے ٹائم دیا جاتا ہے۔اِس پر بھی یہ جو قرارداد آئی ہے یہ یقیناً پورے بلوچستان میں اِس وقت talk of town نہیں بلکہ talk of country ہوگیا ہے۔ سینکڑوں کالیں آئی ہیں ہمیں اِس ایشو پر، اور مَیں یقین سے کہتی ہوں کہ ہمارے جو اِس وقت ہال میں بیٹھے لوگ ہیں

، ہمارے صوبے کے بھی ہیں، ہر گھر میں اِس واقعہ پر بے انتہا افسوس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور question mark بھی ہے کہ آج بھی اِس اکیسویں صدی میں بھی ہم لوگ اس قسم کے واقعات کو face کر رہے ہیں۔ دیکھیں جیسے شاہدہ صاحبہ نے بھی کہا کہ ہم، ایک country ہے، ایک صوبہ ہے، کسی نظام کے تحت چلتا ہے۔ جرائم ہوتے ہیں جرائم کے لیے وہاں تھانے ہیں رپورٹ ہوتی ہے۔ رپورٹ کے بعد ہمارے کورٹس ہیں۔ اور کورٹس میں decisions ہوتی ہیں۔ اِس واقعہ میں وکیل بھی خود، witnes بھی خود اور کورٹ بھی خود۔ تو یہ آج ایک انتہائی تکلیف دہ صورتحال سے اِس واقعے سے ہم سب اس پر دل سے افسوس کا اظہار کرتے ہیں میں اس کی بھرپور مذمت کرتی ہوں میری تمام بہنیں بھی ہم سب بیٹھ کے ہم اِسی پر حیران تھے کہ اس وقت یہ اس طرح کا واقعہ کیا ہم اس طرح کے واقعات کی روک تھام کس طرح کریں۔ ہم حقائق نہیں جانتے۔ ہمیں ابھی تک کمیٹی کی کوئی بھی رپورٹ نہیں ملی۔ سی ایم صاحب نے کوئی investigative کمیٹی بنائی ہے یقیناً اور اُنہوں نے ملزمان بھی گرفتار کر لیے ہیں۔ لیکن مَیں سمجھتی ہوں کہ اس پر ہمیں brain-storming کی بے انتہا ضرورت ہے۔ ہمیں انہی mind-sets کو چیلنج کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے یاد ہے میں پڑھتی تھی تو میں اُس وقت honour killing کا نام بہت زیادہ سنتی تھی۔ اور کچھ خاص علاقوں میں اِس سے بھی زیادہ۔ کل میری کسی سے ڈسکشن ہو رہی تھی، مَیں معذرت کروں گی اسفند یار! مَیں ڈسٹرب ہو رہی ہوں آپ کی بات سے۔ تو مجھے کل کوئی بتا رہا تھا کہ نصیر آباد کے علاقے میں honour killings کے اس طرح کا واقعہ بھی ہوا کہ ایک نوجوان لڑکے کے ساتھ eighty five years کی عورت کو کاروکاری کیا گیا۔ اور یہ کوئی اور نہیں ہمیں یہ ہماری judiciary کے لوگ بتا رہے ہیں کہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ تو مَیں یہ سمجھتی تھی کہ یہ ایسے واقعات ختم ہو گئے ہیں بلکہ یہ واقعات ختم نہیں ہوئے بلکہ وہ اُسی رفتار سے اور زیادہ رفتار سے شروع ہیں۔ مَیں یقیناً اِس پر جو تھوڑی سی تفصیلات ہمیں ملی ہیں۔ مجھے تو یہ حیرت ہے کہ یہ عید سے پہلے کا واقعہ ہے اور اُس واقعے پر پھر بیٹھ کے ویڈیو بھی بنانا اور پھر اُس ویڈیو کو پورے ملک میں viral بھی کر دینا، تو یہ کچھ سمجھ میں نہ آنے والی بات ہے۔ یہ واقعہ ہے۔ اور بہت سے لوگ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ یہ کوئی اِس لیول کا پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اِس طرح کی بہت سی قبریں اِس وقت اُسمیں اس طرح کے کاری شدہ لوگ دفنائے جا چکے ہیں۔ آج ہمارے لیئے as a Parliamentarian یہ نہیں ہے کہ اُس میں صرف عورت کو مارا گیا بلکہ اُس میں ایک مرد کو بھی مارا گیا۔ تو It is not only the issue of the woman but it is also issue of the man. کہ ہم بغیر کسی عدالت کے ہم اِس طرح کے فیصلوں اور اِس طرح کے جرائم پر کس طرح سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں قانون کو بھی ہمیں strictness کرنی پڑے گی۔ already اِس پر قانون سازی ہو چکی ہے۔ سی ایم صاحب نے کل ہماری ایک کمیٹی بھی بنائی کہ ہماری بہنیں، مینا مجید صاحبہ thank you

very much for giving me timeاور ڈاکٹر ربابہ صاحبہ کہ اُنہوں نے کہا کہ یہ کمیٹی ہے اور یہ کمیٹی legislationپر بات کرے گی۔ مَیں یہ سمجھتی ہوں کہ دیکھیں ہمارے رسول پاک ﷺ نے بہت پہلے ایک عورت کی اور اُس کی عظمت کی اور اُس کی تعظیم کی اور اُس کی عزت کی جو اُسکے لیے تمام اصول مختص کر دیئے 14 سو سال پہلے قرآن مجید اور حدیث کی صورت میں۔ میرا question ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ ہم غیرت کی بات تو کرتے ہیں یقیناً غیرت ایک ایسا word ہے کہ اِس کو ہم ابھی تک define نہیں کر سکے کہ کس کی غیرت کس طرح سے ہے اور کس طرح سے وہ اُس غیرت کو implement کرتا ہے۔لیکن میری نظر میں جو غیرت کی حقیقی definitionہے وہ ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو، ہمارے اسلام کے مطابق، ہمارے رسول پاک ﷺ کے احکامات کے مطابق، میرے اللہ پاک کے احکامات کے مطابق ہم اپنی بیٹیوں کو جو اگر حقیقی غیرت کو مَیں جسے کہوں گی وہ ہماری اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو تعلیم دینے میں ہے۔اور یہی ہمارا فخر ہے۔ کیونکہ اِس اصلی، یہ جو ہم پابندیاں لگا دیتے ہیں، ناجائز پابندیاں، not a right، ناجائز پابندی، لیکن جو ناجائز پابندیاں ہم لگاتے ہیں اگر ہم اِسی پابندی کو ایک حقیقی فخر چاہتے ہیں۔تو اگر ہم اُن کو اُن کے rights دے دیں۔ ہم وراثت میں اُنکو rights دینا پسند نہیں کرتے۔ پھر ہم اپنے آپ کو کس طرح سے اُس مسلمان اور مومن کی لائن میں کھڑا کریں گے کہ جس میں ہم تقریباً تمام ہی احکامات کی جو خواتین کے حوالے سے ہیں، اُن کو ہم کچھ ایسی روایات اور رسموں کے نام پر قربان کر دیتے ہیں۔تو مَیں سمجھتی ہوں کہ اِن رسموں کا اب وقت گزر گیا ہے، گزر جانا چاہیے۔ کچھ رسمیں ہماری روایات ہمارے معاشرے کی خوبصورتی ہیں اِسمیں no-doubt، لیکن کچھ رسمیں ہیں جن کو ہم نام رسموں کا دے دیتے ہیں actually it is a violation of islamic. جو ہمارے قوانین ہیں اُس کی violationہے۔اور ہمیں اُس کے لیے بہت، ابھی مزید ہم پر ایک ذمہ داری آ گئی ہے یہ واقعہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے کیونکہ ہم پہلے بھی جانتے تھے لیکن یہ ایک reminder ہو گیا کہ ہمارا معاشرہ اِس وقت کس لیول پر کھڑا ہے مَیں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ روایات وقت کے ساتھ ساتھ دفن ہو جانی چاہئیں اور ظلم، ثقافت و روایت کو ہمیں ان سے سیکھنے کے بجائے ہمیں اِن کو ختم کر کے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں وہ وقت بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب ہم خدانخواستہ کہ کبھی کسی اور ہمارے اِس طرح کے لوگوں پر، اِس طرح کے الزامات کے ساتھ ہم میں سے کسی اور سوسائٹی کے لوگوں کو اُس کا نشانہ بنایا جائے۔ ہمیں حقائق نہیں پتہ۔ ہم کوئی بھی comment نہیں کر سکتے لیکن کسی کو بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کی جان لے اور کسی کی جان لے کر وہ اِس بیدردی سے وہ اُن کے ساتھ یہ سلوک کرے۔ یہی ایک تکلیف دہ مرحلہ تھا سوچ تھی کہ ہم اِس پر سوچیں مل کر بیٹھیں اور ہم اِس طرح کی چیزوں پر بات کریں۔ بات کرنے سے بہت سے مسئلے حل ہوتے ہیں۔ مَیں ہمیشہ کہتی ہوں کہ debate ہونی چاہیے مختلف چیزوں پر۔ اور ہمارے وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اِس چیز میں حق رکھتے ہیں۔ ہم

اُن کے ساتھ بھی debate کریں۔ اُن کے ساتھ بھی بیٹھیں کہ This is the Rule of Islam, this is the Sayings of our Prophet(PBUH) اور ہمیں اُس کے مطابق ان چیزوں کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں نہیں پتہ کہ پتھر اُٹھانے والے اور مارنے والے خود کتنے پارسا ہیں۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ہم اِنصاف کی ڈوری ہمارے ہاتھ میں ہونے کے بجائے قانون کے اور عدالتوں کے ہاتھوں میں ہونی چاہیے۔ یہ کمیٹی announce کر چکے ہیں، اِس تکلیف دہ وہ اُس کے حقائق ابھی کچھ informally مجھ تک آتی ہیں ظاہر ہے ہم سوسائٹی کے ممبر ہیں، ہمیں بہت سے لوگ بہت سی باتیں بتاتے ہیں۔ تو ہمیں اُن کو بھی اکھٹا کر کے ہمیں اِس مسئلے کو، آئندہ اللہ نہ کرے کہ اِس طرح کے کچھ اور واقعات ہوں۔ کیونکہ یہ ہمارے لیے سوالیہ نشان ہیں۔ ہم legislators ہیں ہم یہاں بیٹھے ہیں ہم ان کے لیے بھی جوابدہ ہیں کہ اگر کسی بھی معصوم جو لوگ ہیں اِس طرح سے واقعہ ہوتا ہے تو وہ کیوں ہوا ہے؟ اور ہمارے اُوپر اُنگلیاں اُٹھتی ہیں۔ تو مَیں thankful ہوں کہ سی ایم نے اِس پر بڑا جو fast action لیا اور اِس پر گرفتاریاں بھی ہوئیں، چیزیں بھی ہوئیں۔ اور اِنشاء اللہ اُمید رکھتی ہوں کہ ہم اِس پر جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچیں گے۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: جی مینا مجید صاحبہ۔

مشیر برائے وزیراعلیٰ محکمہ امور نوجوانان وکھیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ thank you Mr.Speaker سب سے پہلے تو اِس قرارداد کی مَیں بھرپور حمایت کرتی ہوں، جو افسوسناک، انسانیت سوز، دردناک واقعہ بلوچستان میں پیش آیا۔ بہت ہی افسوسناک ہے۔ بلوچستان جیسے صوبے کے لیے جو روایتوں کے امین ہے۔ لیکن ایک چیز جو کئی سالوں سے چلتی آ رہی ہے، یہ ہماری فرسودہ روایات، رسم و رواج، غیرت کے نام پر قتل، افسوس ہوتا ہے کہ ہم اِس دَور میں بھی اِن تمام تر چیزوں کو face کر رہے ہیں۔ بلوچستان کی خواتین آج بھی غیرت کے نام پر قتل ہو رہی ہیں۔ اِس کیس میں جو کوئٹہ کے قریب یہ پہاڑی کوئی علاقہ ہے، ویرانہ ہے، ڈیگاری کے نام سے ہے۔ ہاں لڑکے اور لڑکی کو لے جایا جاتا اور غیرت کے نام پر اُن کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ اسمبلی، بلوچستان کی تمام خواتین، وومن پارلیمنٹیرنز اِس عمل کی مذمت کرتی ہیں۔ اِس کا سدباب، اِن روایات اور اِن رسم و رواجوں کا سدباب ہونا ضروری ہے کہ اِن جرگوں کو یہ اختیارات کس نے دیئے ہیں یہ خود ساختہ بلوچی جرگے ہیں۔ خود ساختہ اِن کے قوانین ہیں نہ وہ شرعی حساب سے، شریعت کی رُو سے وہ صحیح ہیں۔ نہ اِس ملک کے آئین کی رُو سے وہ صحیح ہیں۔ خود ہم نے بنائے ہوئے ہیں۔ ہم خود سزا و جزا کے فیصلے کرتے ہیں کہ کس کو قتل کرنا ہے کس کو جلانا ہے کس کو زندہ دَرگور کرنا ہے۔ افسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی خواتین چاند تک پہنچ گئی ہیں اور ہماری خواتین آج بھی غیرت کے نام پر قتل کی جا رہی ہیں۔ لیکن مَیں سلام پیش کرتی ہوں حکومتِ بلوچستان کو، میر سرفراز بگٹی

اور ہم نے بلوچستان میں مثال قائم کی۔ کہا جاتا ہے کہ سردار کو تو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔ یہ قوانین غریب کے لیے ہیں حکومت کا اور سرکار کا جو زور ہے وہ صرف غریب پر چلتا ہے لیکن ہم نے مثال قائم کی۔ میر سرفراز بگٹی کی ہمت کو مَیں سلام پیش کرتی ہوں کہ سردار سمیت اِس جرگے میں موجود تمام لوگوں کو گرفتار کیا۔ تو یہ حکومتِ بلوچستان کی طرف سے ایک پیغام ہے پوری دنیا کو کہ ہم نے آنکھیں بند نہیں کی ہیں، اِس طرح کے ظلم و جبر کو ہم ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ اور ناقابل برداشت ہے۔ آج پوری دنیا میں یہ ویڈیو گردش کر رہی ہے پوری دنیا اُس کی مذمت کر رہی ہے تو ایک پیغام یہاں سے بھی جائے کہ حکومتِ بلوچستان نے کیا ِکیا ہے۔ سی ایم سرفراز بگٹی نے کیا ِکیا۔ حکومتِ بلوچستان کی cabinet نے کیا ِکیا۔ اِس ایوان نے کیا ِکیا۔ نہ صرف ہم نے مذمت کی بلکہ ہم نے عملی طور پر سخت احکامات جاری کیئے اُن لوگوں کو گرفتار کیا۔ تو اِس طرح کے واقعات کی روک تھام کے لیے یہ ضروری ہے، یہ ضروری ہے کہ جو مجرم ہیں جو اِس طرح کے واقعات میں ملوث ہیں، اُن کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ دیکھیں! حکومت نے تو گرفتاری کی لیکن اُس کے بعد جو عدالتی ہمارا جو سسٹم ہے جو عدالتی نظام ہے، جہاں اُنھوں نے پیش ہونا ہے اُمید کرتے ہیں کہ اِس طرح کے مجرموں کو soft-corner نہیں دیا جائے گا اُن کو نہیں بخشا جائے گا۔ کیونکہ یہ صرف ایک عورت کی زندگی کا سوال نہیں ہے۔ اِس طرح کے کیسز پورے بلوچستان کی خواتین کو خوفزدہ کرتے ہیں۔ بلوچستان کی خواتین بھی اپنے پسند کا حق رکھتی ہیں۔ وہ تمام تر بنیادی حقوق کا حق رکھتی ہیں جو اِس ملک کے آئین نے ہمیں دیا ہے، جو شرعی طور پر ہمیں حاصل ہیں۔ کسی کو غیرت کے نام پر قتل کرتے ہیں، کہیں بلوچستان کی خواتین کو وَٹہ سٹہ میں دے دیتے ہیں۔ کہیں بلوچستان کی خواتین دو قوموں کے درمیان جب جنگیں لڑی جاتی ہیں تو فیصلے کے طور پر خواتین کو دے دیا جاتا ہے۔ اِن تمام فرسودہ روایات، رسم و رواج کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ اُس کے لئے نہ صرف ہم بلوچستان کی خواتین بلکہ اِس اسمبلی میں موجود تمام ارکان اسمبلی جو پورے بلوچستان کی نمائندگی کر رہے ہیں، جو سردار بھی ہیں، نواب بھی ہیں، اپنے علاقوں کے نمائندے بھی ہیں، تو ہم سب نے مل کر بلوچستان کی خواتین کو محفوظ کرنا ہے۔ بلوچستان کی خواتین کو اِس طرح غیرت کے بھینٹ چڑھنے سے بچانا ہے۔ کیونکہ بلوچستان کی 80% پاپولیشن قبائلی علاقوں پر ہے۔ اور قبائلی علاقوں میں یہ سرداری یہ جرگہ سسٹم، یہ وہ۔ دیکھیں جرگہ سسٹم اگر positive sense میں لیا جائے اُس علاقے کی ترقی کے لیے ہو تو ٹھیک ہے۔ لیکن کسی جرگے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کے قتل کا حکم دے اور اُس لڑکی کی جو لاش ہے جو قبر کشائی کل ہوئی ہے، اُس کے بعد اُس کی رپورٹ، پوسٹ مارٹم ہو رہی ہے ساری چیزیں ہونی ہیں، منسٹر ہیلتھ وہ بہتر بتا سکیں گے۔ تو یہ بہت افسوسناک ہے بطور عورت ہمارے لیے ساری چیزیں دیکھنا اور سننا۔ ہم بلوچستان کی تمام تر خواتین کے حقوق کی جنگ لڑیں گے۔ ہم بلوچستان کی خواتین کے ساتھ اِس ظلم کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ جس طرح کل سی ایم صاحب نے کمیٹی بنائی۔ مجھے میڈم راحیلہ کو، میڈم ربابہ بلیدی اور اُس کے ساتھ

ہماری جو باقی MPAs ہیں اُن کو بھی ہم ضرور on-board لیں گے کہ یہ جو Bill موجود ہے خواتین کے دفاع کے لیے، خواتین کے تحفظ کے لیے، خواتین کے حقوق کے لیے، اور اس طرح کے cases ہوتے ہیں تو قانون میں کیا ہے؟ ہم تو thoroughly اِسکو study کریں گے، جہاں ضرورت پڑی ہم اُسمیں amendments لائیں گے تا کہ بلوچستان کی خواتین کی protection یقینی ہو۔ .Thank you Mr.Speaker

جناب اسپیکر: thank you, thank you۔ جی مولوی صاحب! آپ مختصراً please

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: سب سے پہلے ظاہر ہے اس قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں۔ اِس میں دو واقعات ہیں۔ ایک واقعہ، ایک لڑکی کا گھر سے جانا اور ایک لڑکے کا اُس لڑکی کو لے جانا، یہ بھی ہمارے بلوچستان کی روایات کے خلاف ہے، یہ بھی قابل مذمت ہے۔ دوسرا کسی جرگے کا فیصلہ کرنا یا کسی فرد کو قتل کرنے کا فیصلہ کرنا اور اُس کو شاہراہ پر لے جانا یہ بھی قابل مذمت ہے۔ دونوں ہماری روایات کے خلاف ہیں۔ وہ عمل بھی، ہمارے بلوچ اور پشتون اور بلوچستان کی روایات کے خلاف ہے، عورت ہماری غیرت ہے اور کسی کو اپنے گھر کے اندر دیکھنا، ہماری ایک عورت کو لے جانا اور بچی کا جانا کسی غیر محرم کے ساتھ، اور ہماری چادر اور چاردیواری پامال کرنا، اس کا نہ اسلام اجازت دیتا ہے نہ بلوچیت اجازت دیتی ہے نہ پشتون روایت اجازت دیتی ہے، وہ عمل بھی قابل مذمت ہے اور اُس عمل کے بعد جو ہوا ہے قتل کا، مرد اور عورت کے قتل کا، وہ بھی قابل مذمت ہے۔ دونوں، دو عمل ہیں دونوں قابلِ مذمت ہیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! شریعت کیا کہتی ہے اِس بارے میں یہ جو نکاح بیچ میں اِن کا ہوا ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں، ولی، مَیں تو، مَیں اِس معاملے میں غیرت مند ہوں، کوئی مغربی معاشرہ ہمارا نہیں ہے، کہ یہ یورپ نہیں ہے۔ میرے۔۔۔ (مداخلت) دیکھیں! اَب مَیں نے بات نہیں کی ہے۔ آپ کہہ رہی ہیں ناں، مَیں نے بات نہیں کی ہے، ہماری پشتون اور بلوچ روایات ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ایک تو روایات ہیں اور ایک شریعت ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسلام کی روایات ہیں۔

جناب اسپیکر: اسلام کی رُو سے کیا کہتے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسلام کے، مَیں بتا رہا ہوں، مَیں دونوں عمل کا کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی میری بچی جس کو مَیں پڑھاتا ہوں، جس کو مَیں پالتا ہوں، تربیت دیتا ہوں، تعلیم دیتا ہوں، مَیں اُس کا ولی ہوں، مَیں اُس کا ابو ہوں، مَیں اُس کا والد ہوں، کوئی بھی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے بتائے اگر کوئی بیٹی اُس کے گھر سے بھاگ جاتی ہے اور کوئی نوجوان اُس کو اُٹھا کر کے لے جاتا ہے۔ مَیں قتل کی حمایت نہیں کر رہا۔ مَیں قتل کی مذمت کرتا ہوں۔ لیکن مَیں غیرت پر کوئی

compromise نہیں کرسکتا۔ مَیں اپنی چادر اور چار دیواری پر compromise نہیں کرسکتا۔ مَیں کسی نوجوان کو اجازت نہیں دے سکتا کہ میری بیٹی کو غلط نظروں سے دیکھے۔ اور مَیں اپنی بیٹی کو بھی یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ کسی غیر مرد کے ساتھ بھاگ جائے۔ یہ بھی ہمارے اسلام کی روایات، ہماری بلوچی اور پشتون روایات کے خلاف ہے۔ یہ ایوان اِس کی بھی مذمت کرے۔ اِس پر قانون سازی ہو۔ اِس میں بھی قانون سازی ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ ہم اپنے بلوچستان کو مغربی معاشرہ بنائیں۔ کوئی نوجوان آ کے میری بیٹی سے کہے کہ میرے ساتھ چلیں۔ یہ جو girlfriend, boyfriend یہ میری بلوچی، پشتون اور اسلامی روایات نہیں ہیں، یہ girlfriend, boyfriend یہ یہ روایت میری نہ اپنی بلوچی اجازت دیتی ہے اور نہ پشتون روایت۔ مَیں مذمت پھر بھی کر رہا ہوں۔ کسی جرگے کو قتل کے فیصلہ کا حق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اِس کا تو اسلام بھی اجازت نہیں دیتا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسلام، دیکھیں اسلام بہت غیرت مند مذہب ہے، ۔ اسلام سے غیرت مند دین کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ تو میرے گھر کی چار دیواری کمرے کے سوراخ پہ آپ ﷺ نے فرمایا "اگر آپ کے دروازے کے سوراخ سے کوئی آنکھ دیکھتی ہے، اُس کی آنکھ پھوڑ دیں" اگر آپ کے گھر کے دروازے میں ایک سوراخ ہے، اگر اُس سوراخ سے کوئی جھانکتا ہے آپ اُس کی آنکھ کو پھوڑ دیتے ہو تو آپ پر کوئی جزیہ کوئی سزا نہیں ہے۔ یہ ہے ہمارا دین۔ ہمارا دین غیرت مند دین ہے۔ حضور ﷺ ہمیں غیرت سکھاتا ہے۔ مَیں مذمت پھر بھی کر رہا ہوں۔۔۔(مداخلت) ہمیں یہ دلائل نہ دیں۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی باری آئے گی۔ جی جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ balanced بات کریں۔ آپ اِن تمام کی آڑ میں کسی کو ہم اپنی چادر اور چار دیواری اور غیرت پامال نہیں ہونے دیں گے۔ دونوں balanced رکھ لیں کسی جرگہ کو غیرت کے نام پر قتل کی اجازت نہیں ہے، کسی فرد کو غیرت کے نام پر قتل کی اجازت نہیں ہے، balanced رکھیں۔ لیکن کسی کو ہماری غیرت پامال کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ کسی کو ہماری چادر اور چار دیواری پامال کرنے کی، کسی فرد کو، کسی عورت کو، کسی مرد کو، کسی نوجوان کو، ہماری چادر اور چار دیواری کو پامال کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے اور کسی جرگہ کو قتل کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ اور کسی فرد کو قتل کرنے، دونوں کو balanced رکھنا ہوگا۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہمیں یک طرفہ ٹریفک نہیں چلانی ہے، تا کہ ہمارے نوجوان کی بھی تربیت ہو، ہماری بچی کی بھی تربیت ہو، ہم یہ show تو نہ کریں کہ ہم آزاد ہیں، یہ مادر پدر آزاد معاشرہ بنانے جا رہے ہیں۔ اور بیٹی ابو سے بغاوت کرلے، بیٹی امی سے بغاوت کرلے، بیٹی پورے خاندان سے بغاوت کرلے۔ ہمارے رسم ورواج، بلوچ، اسلام،

پشتون، تمام روایات سے بغاوت کرلیں، ہم یہاں دلائل دے دیں کہ پشتون روایت، فلاں روایت کے خلاف ہے۔ دونوں کو balanced رکھنا ہوگا۔ اپنی نسل کی تربیت کرنی ہوگی اپنی بچی کی تربیت کرنی ہوگی اپنے بچے کی تربیت کرنی ہوگی غیرت کا بھی تحفظ کرنا ہوگا غیرت کے نام پر قتل کرنے کی بھی اجازت کسی کو نہیں دیں گے۔ لیکن عدلیہ کو بھی صحیح کرنا ہوگا، عدلیہ انصاف کیا دیتا ہے؟ لوگ کیوں قانون ہاتھ میں لیتے ہیں؟ لوگ قتل کیوں کرتے ہیں؟ اِس لیے کرتے ہیں کہ لوگ مرجاتے ہیں، دادا تک لوگ عدالتوں میں ہوتے ہیں۔ دادا تک لوگوں کو اِنصاف نہیں دیتے، اِس لیے آپ نے عدالتوں کو بھی صحیح کرنا ہوگا۔ مَیں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں ۔ غیرت کے نام پر قتل کی مذمت کرتا ہوں لیکن غیرت پر compromise مَیں کسی صورت اہلیان بلوچستان مَیں نہیں کرسکتا۔

جناب اسپیکر: ok. thank you مولوی صاحب۔ غزالہ گولہ صاحبہ آپ نے بول دیا ہے؟ ٹھیک ہے ۔ anybody else جو کوئی بولنا چاہتے ہیں؟ جی فرح عظیم شاہ صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: Thank you so much جناب اسپیکر!۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا ۔ جناب اسپیکر! آج ہم اِس سرزمین پر ایک ایسی لعنت کی بات کررہے ہیں جس نے ہمارے معاشرے کو صدیوں پیچھے دھکیل دیا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی بلکہ مَیں سوال کرتی ہوں اِن مردوں سے کہ یہ کہاں کی غیرت ہے، یہ کہاں کا وقار ہے اور یہ کہاں کا ایمان ہے کہ آپ اپنی ماں، بہن، بیٹی کو قتل کرکے یا کسی بھی معصوم، کوئی بھی معصوم کی جان لے کے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ اور جناب اسپیکر! لیکن ایک بات جو مولانا صاحب یہاں کہہ رہے تھے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کو quote کرکے تو اُنہوں نے ہمیشہ محبت، رحم دلی اور معاف کرنے کا دَرس دیا ہے۔ تو اُن سے quote کرکے کوئی بھی ایسی اِنتشار پھیلانے والی بات میری سمجھ میں نہیں، مَیں نہیں سمجھتی کہ یہ بات یہاں کرنی چاہیے۔ جناب اسپیکر! جس طریقے سے یہ واقعہ ہوا، اِس کی ہم پرزور مذمت کرتے ہیں۔ اِس میں دونوں، عورت اور مرد جو تھے، وہ شامل تھے۔ اور اِس بحث میں ہم نہیں پڑیں گے کہ وہ کیا تھا وہ کیا رشتہ تھا لیکن اِس طریقے سے کسی کو قتل کرنا، ریاست میں اپنی ریاست بنانا، گورنمنٹ کی رِٹ کو چیلنج کرنا، قطعی طور پر برداشت نہیں کرنی چاہیے۔ اور مَیں یہاں appreciate کروں گی اپنے چیف منسٹر کو بھی کہ اُنہوں نے فوری اِس پر اقدام اُٹھایا initiative لیا اور جو ذمہ دار تھے اُنہیں گرفتار کیا گیا۔ جناب اسپیکر! قانون موجود ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ قانون سب کے لیے یکساں نہیں ہے۔ اصل مسئلہ ہے implementation کا۔ تو اُسے ہمیں یقینی بنانا ہے اور جو بھی ذمہ دار اِس میں گرفتار ہوئے ہیں اُنہیں قرار واقعی سزا ہمیں دینی ہے، کیونکہ غیرت کا مطلب یہ نہیں کہ ہم عورت کو موت کے گھاٹ اُتار دیں۔ غیرت کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی ماں کو عزت دیں۔ اپنی بیٹی کو تعلیم دیں۔ اور اپنی بہن کو تحفظ دیں۔ ہم سب کو یہ عہد کرنا ہوگا کہ کاروکاری نہیں،

ہمیں تعلیم کو عام کرنا ہے۔قتل نہیں، ہمیں اِنصاف دینا ہے۔نفرت نہیں، ہمیں محبت پھیلانی ہے۔اور کوئی بھی معاشرہ اُس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک وہاں عورتوں کو عزت اور اصل مقام نہ دیا جائے۔مَیں ایک بار پھر پرزور مذمت کرتی ہوں اِس واقعے کی اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں چیف منسٹر کو اور ہمیں پوری اُمید ہے اور بلکہ یقین ہے کہ جو بھی ذمہ دار اِس واقعے میں ملوث ہیں، اُنہیں قرار واقعی سزا دی جائے گی۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you. آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔

حاجی نور محمد دُمڑ (وزیر خوراک): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی جناب نور محمد دُمڑ صاحب۔قرارداد تو منظور ہوگئی اب آپ نے اور کچھ بولنا ہے تو۔۔۔

وزیر خوراک: نہیں ابھی رائے لے لیں یا بات کرنی ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں تو آپ نے پرچی نہیں بھجوائی، آپ سے میں نے کہا تھا۔

وزیر خوراک: مَیں نے بھجوادی اِسی لئے تو میں کھڑا ہوں۔

جناب اسپیکر: کہاں ہے آپ کی پرچی؟

وزیر خوراک: یہی تو بات ہے مجھے اسفندیار صاحب کہتے ہیں کہ اِس پر چھوڑ نا نہیں اسپیکر صاحب کو کہ آپ کی پرچی کو کیوں ضائع کیا ہے۔

جناب اسپیکر: کہاں ہے پرچی؟ نہیں میرے پاس تو کوئی پرچی نہیں ہے۔یہ دو پرچیاں آئی ہیں اور کدھر ہے؟ یہ آپ نے کچھ اور اِس پر بولنا تھا یا؟

وزیر خوراک: نہیں نہیں قرارداد پر بات کرنی تھی۔

جناب اسپیکر: ok,please آپ کریں۔

وزیر خوراک: چلیں۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی، مہربانی۔

وزیر خوراک: شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے جو قرارداد پیش کی گئی اسمبلی میں اس کی میں حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔اور ساتھ ساتھ کل سوں جو میجر انور صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا دہشتگردوں کی طرف سے۔اُس واقعہ کی بھی میں پرزور مذمت کرتا ہوں جو شہید کیا گیا۔جناب اسپیکر! یہ جو دلخراش واقعہ ہوا غیرت کے نام پر جو لڑکی اور لڑکے کو قتل کیا یقیناً اسکو غیرت نہیں ہم اسکو غیرت کے نام پر☆☆ (بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ

کارروائی سے حذف کردیے گئے) کہہ سکتے ہیں۔ یہ ایک ☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) ہوئی ۔ یہ ہمارے اس ملک میں یقیناً دوستوں نے بہت باتیں کیں ہم سارے قبائلی لوگ ہیں ہم غیرت مندلوگ ہیں کوئی بھی اس طرح واقعہ اپنی بیٹی کے ساتھ برداشت نہیں کرتا۔لیکن اس ملک میں ایک تو ہمارے rule of law ہے، قانون ہے تو اُس قانون کے مطابق سزا باالجبر،سزا زنا کی ہرقسم کی وہ تعزیراتِ پاکستان میں اور قانون کے اندر موجود ہے۔اگر یہ واقعی کوئی غیر قانونی کام ہوا ہے۔تو اِن کو کورٹ میں پیش کرنا چاہیے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایک مسلم معاشرے میں رہتے ہیں۔ایک اسلامی ملک ہے۔ہم سارے مسلمان ہیں۔تو یہ اگر غیر اسلامی کام ہے ۔تو کم از کم شرع کے مطابق شرعی نظام کے مطابق ہمارے اس ملک میں شکر الحمدللہ شرعی نظام بھی موجود ہے۔تو شرع کے مطابق اِن کو سزا دینی چاہیے تھی۔اور تیسری بات یہ ہے کہ بالکل ہمارا ایک قبائلی معاشرہ ہیں۔ یہاں قبائل کی بھی اپنی روایات ہیں رسومات ہیں قبائلی جرگے ہیں۔لیکن جرگے یہ نہیں ہے کہ ایک خاندان کے لوگ آپس میں بیٹھ کر اُن کو ایک جرگے کا نام دے کے وہ اپنے فیصلے کر کے پھر پورے معاشرے پر وہ لاگو کرنا چاہتے ہیں۔اور پھر رنگ یہ دے کہ یہ ایک قبائلی روایاتی جرگہ نے فیصلے کیا ہے۔جرگے بھی ہمارے قبائل کے ہوتے رہے ہیں اور آج بھی اس کی تقریباً روایات زندہ ہیں۔اُس جرگے میں ہر علاقے کے کم سے کم notables ہوتے ہیں،علماء کرام ہوتے ہیں،سردار، ملک اور میر ومعتبر ہوتے ہیں تو سب کی مشاورت سے اس طرح کا غلط کام ہو بھی نہیں سکتا۔یہ جو کام ہوا ہے یہ جذبات میں آ کے اُنہوں نے کیا ہے۔تو یہ ایک جذباتی فیصلہ ہے اس جذباتی فیصلے کو قومی اور غیرت کا نام نہیں دینا چاہیے۔ یہ بالکل زیادتی ہے۔ کیوں کہ ہم مسلمان ہیں۔جب ہمیں اسلام اجازت نہیں دیتا ہے تو پھر یہ کون سی غیرت ہے۔جس طرح ہماری بہن نے کہا یقیناً غیرت ہم اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو اپنی بیٹیوں کو اسلام کے مطابق تعلیم حاصل کروادیں۔انکو دُنیاوی تعلیم حاصل کروائیں۔اُن کی اچھی پرورش کریں ایک طرف ہم نے اپنی بیٹیوں کو آزاد چھوڑا ہے۔اُن کو ہم نے اسلام سے دور رکھا ہے اسلام سے ہم نے اُن کو واقف ہی نہیں کیا ہے۔اور دوسری طرف اُن کے ہاتھ میں ہم نے موبائل دے کے اُن کو اتنا آزاد چھوڑا ہے کہ کل خدانخواستہ اِن سے کوئی غلطی ہوجائے، پھر یہ سارا ملبہ ہم اُن کے سر ڈالتے ہیں۔کیا اس میں ہمارے والدین کا قصور نہیں ہے؟ تو کم سے کم ایک دفعہ اپنے سینے پر بھی ہم ہاتھ رکھیں کہ غلطی ہم نے بھی کی ہے۔معاشرہ آزاد کیوں ہے؟ یا کیا یہاں جو بہنیں شہر میں پھرتی ہیں یا کالجوں اور یونیورسٹیز میں پھرتی ہیں اور سبق حاصل کرتی ہیں یا آوارہ پھرتی ہیں جس طرح حافظ صاحب نے کہا کہ گرلز فرینڈ والا۔ یہ گرلز فرینڈ تو ہمارے معاشرے میں تو نہیں ہے۔ یہ کس کی ہے گرل فرینڈ زکم سے کم یہ گرلز کسی کی بیٹی تو ہے، کسی کی بہن تو ہے یہ نام کیوں یہاں اتنا مشہور ہوگیا اور یہ لڑکی کیوں اتنی آوارہ ہے کہ اس کے پیچھے نہ بھائی ہے نہ اس کے پیچھے والد ہے اور نہ اِن کی کوئی چاردیواری ہے، نہ اُن سے کوئی پوچھ

کچھ کرنے والا ہے۔تو میرے خیال میں سب سے بڑی بے غیرتی یہ ہے کہ ہم اپنی بہن کو، اپنی بیٹی کو اتنا آوارہ چھوڑ کے اور اُس کے بعد پھر کل اُن کی غلطی کو ہم دیکھتے ہیں پھر دُنیا کے سامنے میڈیا کو کوریج دیتے ہوئے ایک ویڈیو بھی بنا لیتے ہیں کہ ہم اتنے غیرت مند لوگ ہیں تو میرے خیال میں اس سے ہم سب سے بے غیرت اگر اُس کو کہہ دیں تو یہ سب سے بڑی بے غیرتی یہ ہے۔ بالکل ہم نے جانا ہے رسومات اور روایات کی بھی ہم نے پامالی نہیں ہونے دینی ہے۔ہم نے اسلام کے خلاف بھی یہاں کسی کام کو نہیں کرنے دینا ہے۔ہم نے اپنے قانون کے خلاف بھی کسی ایسے عمل کو promote نہیں کرنا ہے۔لیکن بات یہ ہے کہ صرف یہ نہیں ہے کہ بس یہ عمل ہوگیا اور اُس کی ہم نے ویڈیو بنا کے قتل کر دیا اور اس کو ہم غیرت کا نام دیتے ہیں۔ غیرت یہ ہے کہ اپنے معاشرے کے اندر آپ اپنی چادر اور چاردیواری کا احترام رکھیں، آپ دوسرے کی چادر اور چاردیواری کا احترام رکھیں، آپ اپنی بیٹیوں کو اپنے بچوں کو صحیح تعلیم حاصل کرا دیں اُنکی اچھی پرورش کریں اگر آپ کے گھر میں کوئی جا کے آپ کی چاردیواری کے اندر آتا ہے تو پھر آپ کو بیشک قتل کرنے کی بھی اجازت ہے۔لیکن یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی طرف سے معاشرے میں اِتنا آزاد پسند ہو جاتے ہیں اور کل پھر اس طرح کے کام جب ہو جاتے ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ غلط کام ہوا ہے اور اُس کو پھر ہم غیرت کا نام دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کو ہم نے تقریباً غیرت کے نام پر سو سال پیچھے دھکیل دیا ہے۔ یہ بھی غیرت ہے اس کو ہم غیرت کا نام دیتے ہیں کہ ہماری یہاں ابھی یہ جو خون ریزی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ بلوچستان ابھی خون کا ایک نالہ بن گیا ہے۔آئے دن ہماری فورسز پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہماری بیوروکریٹس پر حملے ہو رہے ہیں، ہمارے کاروباری حضرات پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہمارا کاروبار disturb ہے۔ ہمارے ہمسائے ہمارے ساتھ محفوظ نہیں ہیں۔کیا ہمارے قبائل کی یہ روایات ہیں کہ ہمارا ایک دامن ہوتا تھا، ہماری ایک روایات ہوتی تھیں لوگ دُور دُور سے آ کے ہمارے ساتھ پناہ لیتے تھے۔ ہمارے قبائل کا ایک رواج ہے۔ایک بڑا مشہور رواج ہمارا تھا۔لیکن اب ہم اِتنے ☆☆☆☆ **(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)** ۔ابھی غیرت کے نام پر کہ ہم اپنے ☆☆☆☆☆ **(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)**، ہم اپنی فورسز جو ہمارے محافظ ہیں، ہم اُن کو نہیں چھوڑتے ہیں ہم اُن کو مرواتے ہیں، اور یہاں کاروباری حضرات جو آتے ہیں ہم اُن کو نہیں چھوڑتے ہیں ہم اُن کو مرواتے ہیں۔اور یہاں جو اپنے معاشرے کو ہم ترقی نہیں دیتے ہیں روزگار نہیں دیتے ہیں، ڈویلپمنٹ نہیں دیتے ہیں، صاف پانی نہیں دیتے ہیں، یعنی ہمارے معاشرے کو دوسرے کے معاشرے سے برابر لانے کے لیے جو بھی تگ ودَو کر رہے ہیں ہم اُس کو نہیں کرنے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ☆☆☆☆ **(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)** میں تو کہتا ہوں کہ بلوچستان کو غیرت کے نام سے جو نقصان پہنچا ہے اور اصل میں یہ ☆☆☆ **(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)** اور

اس کی ہم نے ابھی تک نشاندہی نہیں کی ہے اور ہم باقاعدہ کچھ لوگ اُسکو promote بھی کرتے ہیں کہ واقعی یہ بڑا اچھا کام ہو رہا ہے۔ اور یہ جو غیرت کے نام پر ہم کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کو آزادی دلا رہے ہیں۔ ہم بلوچستان کے حقوق کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ہم بلوچستان کے ساحل و وسائل کی حفاظت کر رہے ہیں۔ سراسر یہ سب سے بڑی ☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) ہم کیوں ایک سو سال پیچھے ہیں۔ اسی پاکستان کے اندر بلوچستان بھی پاکستان کا ایک صوبہ ہے۔ اور ہم پنجاب، سندھ اور KP سے سو سال پیچھے ہیں۔ تو یہ ہم نے کبھی اپنے گریبان میں دیکھا ہے کہ کس کی طرف سے یہ پسماندگی ہمارے اُوپر مسلط کی گئی ہے۔ کسی کی طرف سے بھی نہیں ہے یہ صرف اور صرف اپنی روایات میں ہم پھنسے ہوئے ہیں روایات سے ہم نکلنے کی کوشش بھی نہیں کرتے ہیں اور اپنی فرسودہ روایات کو ہم غیرت کا نام دے کے اور ہم کہتے ہیں کہ ہم بڑے☆☆☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) کیا ہم نہ اپنے وسائل کسی کو دیتے ہیں؟ زمین کے اندر جو چھپے ہوئے خزانے ہیں ہزاروں سال سے ہم نہیں نکال سکتے۔ ابھی کوئی آ کے ہمارے ساتھ مدد کرتا ہے۔ اور انہی خزانوں کی وجہ سے ہماری قوم کو آباد کرتے ہیں اور آنے والی نسلیں ان سے آباد ہوں گی۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہم اپنے خزانے نہیں دیتے ہیں۔ ہم تو ☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) یہ کون سا☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) دُنیا آسمان پر چلی گئی اور ہم ابھی تک زمین پر وہی سو سال کی روایات کو اُس پر☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) کا نام دے رہے ہیں۔ تو یہ جو واقعہ ہوا یقیناً اس کو ہم condemn کرتے ہیں اور اس کو ہم غیرت کا نام نہیں اس کو ہم ☆☆(بحکم جناب اسپیکر غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیے گئے) کا نام دیتے ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! یہ جو الفاظ تھے کہ☆☆☆ یہ الفاظ حذف کریں۔

جناب اسپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کیے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 25 جولائی 2025ء بروز جمعتہ المبارک بوقت سہ پہر 03:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 5:00 بجے اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆